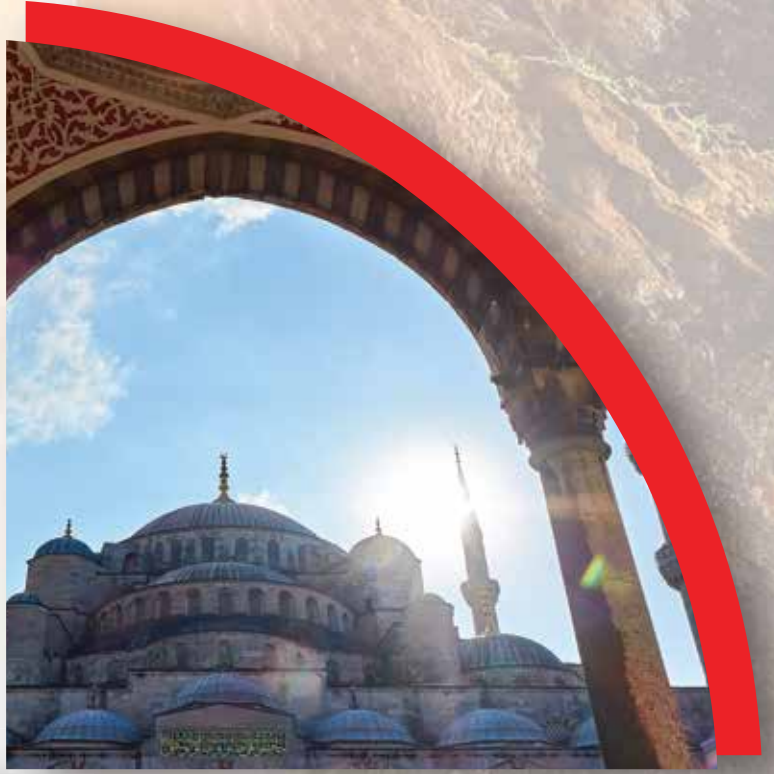


عثمان پبلک اسکول سٹم



معمارِ کرم بانیہ تعمیرِ تہماں نیز



Tarbiyah  
20  
24  
ماہنامہ



## امتحان ابھی باقی ہے

ماشاء اللہ آپ کے بچے نے نمایاں نمبر حاصل کر کے کامیابی حاصل کر لی اور اب اگلی جماعت میں داخل ہو کر ایک اور سیڑھی پر قدم جما چکا ہے۔

**لیکن کیا یہ کافی ہے؟** امتحانات کے ساتھ ہی رمضان کا وہ بابرکت مہینہ آیا کہ جس میں ہم سب نے ہر لمحہ تربیت اور تقویٰ کی کسوٹی سے گزر کر بالآخر انعام میں عید الفطر پائی۔ **لیکن کیا یہ کافی ہے؟** اور کچھ ہی روز بعد ایک اور جانچ کا موقع عید قرباں کی صورت میں ہمارا منتظر ہے جس میں ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت تو مند جانور سنت ابراہیمی کو تازہ کرتے ہوئے قربان کیے جائیں گے۔ **لیکن کیا یہ کافی ہے؟** ایک لمحہ کو ٹھہریں اور سوچیں کیا ان سب سے گزر کر ہم اور ہمارے بچے کیا اپنے اس مقصد و منزل کے حصول میں بھی کامیاب ہو سکے کہ جس کے لیے ہمیں اس دارالامتحان میں بھیجا گیا ہے؟ **آئیے ذرا ہم ان سب کا ایک دوسرے زاویے سے جائزہ لیتے ہیں۔** امتحانات میں کامیابی دراصل ایک امتحان سے دوسرے امتحان تک مزید محنت، توجہ اور لگن مانگتی ہے۔ یہ کامیابی سمجھاتی ہے کہ اگلی سیڑھی پر چڑھ جانے کے بعد آگے سال کے گیارہ ماہ درپیش مشکلات سے نہ لڑ سکے یا کہیں ذرا بھی کمزوری دکھائی تو ڈگمگا کر گر بھی سکتے ہیں یعنی اب اس کامیابی کی حفاظت بھی کرنی ہے اور مزید محتاط ہو کر اوپر بھی چڑھنا ہے۔ اسی طرح ماہ رمضان کی خوبصورت ساعتیں اور لیل و نہار کی عبادات ہر قلب سلیم کو منور و معطر کر دیتی ہیں لیکن یہی ماہ ہمیں یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ جس طرح آپ نے روزے کی حالت میں صرف رب کی خوشنودی کی خاطر اپنی مرضی کی ہر چیز چھوڑ دی اسی طرح سال کے گیارہ ماہ بھی اسی رب عظیم کی خوشنودی کے لیے ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جائے جس سے اس کی ناراضگی کا اندیشہ ہوتا ہو اور یہ تقویٰ محض ایک ماہ کا نہ ہو بلکہ تاحیات ہوتا کہ اگلی منزل عید کی خوشی کی مانند ہو۔ عید قرباں کی آمد آمد ہے اور ساتھ ہی گرمیوں کی چھٹیاں بھی۔۔۔۔۔ قربانی کا وہ تصور جو ہمیں ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے طرز عمل سے ملتا ہے اب مفقود ہوتا جا رہا ہے قربانی کے جانور اب قربانی کے بجائے دکھانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں بچوں کو یہ تصور دینا ضروری ہے کہ یہ قربانی خود نمائی کے لیے نہیں بلکہ رب کے آگے خود سپردگی ہے یہ لازم ہے کہ ہم خود کو اور اپنی نسلوں کو وہ بھولا ہوا سبق یاد دلایں کہ جب رب کا حکم آجائے تو اپنی خوشی اور مرضی کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی، لاکھوں کا جانور قربان کر کے اگر دل اس نیت سے خالی ہو تو بھلا اس عمل کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے، اسی لیے تو رب کائنات نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتا نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے اسی طرح اللہ نے جانوروں کو تمہارا مطہج کر دیا ہے کہ تم اس کی راہنمائی کے شکر یہ میں اس کبریا ئیاں بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے“ (انج: 37)

یکے بعد دیگرے آنے والے تہوار و مواقع ہمارے لیے اپنے اندر بے شمار اسباق لیے ہوتے ہیں صرف دل کی آنکھوں سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ امتحانات ہوں یا رمضان، عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ ہر ایک ہماری اصل منزل کا راستہ مزید واضح کرتا ہے اگر ان سب سے گزر کر بھی کوئی خود احتسابی کے عمل سے نہ گزرے اور اس کے روز و شب میں کوئی نمایاں تبدیلی نہ آئے تو بھلا وہ اصل کامیابی کیسے حاصل کر پائے گا؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بحیثیت مسلم ان تربیتی اوقات سے گزر کر اطمینان سے رک نہ جائیں بلکہ ہر تربیتی وقفہ ہماری منزل کی جانب رفتار کو مزید تیز کر دے۔

بقول شاعر مشرق۔۔۔۔۔

عظمیٰ ابو نصر صدیقی۔ کمپس 5

تیز تر کہ گامزن منزل مادر نیست

- فہم القرآن
- فہم الحدیث
- سیرت نبویؐ
- تعلیم و تربیت
- شخصیت
- انٹرویوز
- تعمیر شخصیت
- کیریئر کونسلنگ
- طب و صحت
- اقبالیات
- گوشہ عثمانین
- اقدار
- رہنمائے والدین
- سائنس و ٹیکنالوجی
- تعارف کتاب
- تاریخ

### القرآن

صبر اور نماز سے مدد لو۔  
(سورۃ فرقہ - آیت 45)

### الحدیث

آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر تمہارے گھر کے سامنے کوئی نہر بہتی ہو تو تم میں سے کوئی ہر روز پانچ بار اس میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی بچے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”نہیں! اس کے بدن پر کوئی میل نہیں ہو گی۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“ (بخاری)



## حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح

”نیب جلدی کرو۔۔ دیکھو بابا نکل رہے ہیں نماز کے لیے۔ کتنی بار سمجھایا ہے بیٹا اذان ہوتے ہی وضو کر لیا کرو، احمد جلدی جاؤ بابا بلارہے ہیں۔۔ نیب دیکھو اقامت شروع ہو گئی۔۔ اب آپ کے ساتھ سختی ہوگی، بابا نکل چکے ہیں۔۔ اور اگر میاں گھر پر ناہوں تو پھر تو بار بار ایک ہی پکار۔۔“ ”نیب اقامت کی آواز پر دھیان رکھنا بیٹا۔ دیکھو اذان ہو چکی ہے۔“ ہر نماز کے وقت ایک ہنگامہ اور چٹخ و پکار اکثر مجھے پریشان کر دیتی تھی۔ الحمد للہ پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر موجود مسجد سے ایسا تعلق استوار ہو چکا ہے کہ موزن تبدیل ہوں تو آواز سے پہچان لیے جاتے ہیں۔ کچھ عرصے پہلے نیب اکیلے نماز پڑھنے جانے لگا تو شروع میں اسکو نماز باجماعت اور مسجد کی مسلمانوں کی سماجی زندگی میں اہمیت بتلاتے ہوئے خود بھی کی فوائد سے آگاہی ہوئی۔ سب سے بڑی بات مسجد میں آنے والے حضرات اور آس پاس کی دکانوں کے گاہک و دکاندار بچوں کو پہچاننے لگے، جسکی بدولت خود بخود بچوں کی نقل و حرکت کی طرف سے فکر مندی کم ہوئی، ہمسایوں سے تعلق جواب ناپید ہوتا جا رہا ہے وہ پیدا ہوا، نیب میں بڑھتی ہوئی خود اعتمادی کہ اب وہ دکان سے سودا سلف بھی لے آتا ہے اور اپنی شخصیت پر بھروسہ مسجد سے وابستگی کا مرہون منت ہے۔ نماز باجماعت بچوں کی زندگی میں کتنا مثبت کردار ادا کر گئی، پتا ہی نہیں چلا۔ پرسوں رات جب عشاء کی نماز کے لیے اسی خوبصورت شور شرابے کے ساتھ میاں اور بچے گھر سے نکلے اور مسجد پر پڑے تالے کی وجہ سے پلٹ آئے تو جیسے ایک لمحے کے لیے ہر شے پر سکوت سا طاری ہو گیا دل کسی نے مٹھی میں لے کر زور سے بھیج لیا۔ الفاظ غم کی ترجمانی کے قابل نہ رہے، زبان جیسے گنگ ہو گئی۔ ماوف ذہن کے ساتھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب ہو گئی۔ پورا گھر اداسی میں ڈوب گیا۔ نیب جو کہ کبھی تساہل بھی برت رہا ہوتا تھا وہ بھی خاموش اداس نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ فجر کے وقت نماز کی تیاری کے لیے میاں تیزی سے اٹھے تو موزن کے یہ الفاظ صلوٰۃ فی بیوتکم۔“ (اپنے گھروں میں نماز ادا کرو) کانوں کے ذریعے دل کو چیرتے محسوس ہوئے۔۔ کافی دیر کت بے چین اداسی کے ساتھ ہم دونوں بستر پر خاموش بیٹھے رہ گئے، اس وقت آنسوؤں پر زور نہ رہا، صلوٰۃ فی بیوتکم کے الفاظ کی گونج آنسوؤں کی روانی کو بڑھاتی ہی رہی۔ دل ہلکا ہوا تو ذہن سوچنے سمجھنے کے قابل تو ہوا لیکن مختلف وسوسوں اور خیالات نے بری طرح گھیر لیا۔۔۔ میرے اللہ نے کیا ہمیں واپس لوٹا دیا؟ ہماری طرف سے رخ موڑ لیا؟ کہہ دیا جاؤ تمہاری عبادت اب قابل قبول نہیں رہی۔۔۔ تم امامت کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہو۔۔۔ تمہارے دلوں کی سختی نمازوں سے نرمی میں نہیں بدل سکتی۔۔۔ تم گونگے ہو بہرے ہو اندھے ہو۔

دماغ کی رگیں بے بسی سے پھڑ پھڑانے لگیں۔ دنیا کے مجموعی حالات اور اس میں بحیثیت مسلمان اپنا کردار اپنے خطرناک انجام کی طرف اشارہ کرتا محسوس ہوا۔ وہ ذمہ داری جسکا بوجھ پہاڑ پر پڑتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ اس عظیم ذمہ داری سے اتنی غفلت اور اس درجے کوتاہی۔۔۔ باوجود اسکے کہ پورے قرآن میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کبھی ڈرا کر...: ”فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا طریقہ تھا کہ انھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تو اللہ نے انکے گناہوں پر انکو پکڑا اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔۔۔“ (سورہ آل عمران)، تو کہیں پیار سے کہا۔ کیا میں تمہیں دنیا سے بہتر چیز بتا دوں، پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں یہاں بکے نیچے نہریں رواں ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے۔۔۔ (سورہ آل عمران)

ہماری ذمہ داری کا احساس بار بار دلارہا ہے۔۔۔ بار بار قرآن اس جزا کے دن کا وعدہ دہراتا ہے۔ اس دن ہر نفس نے جو بھلا کیا، حاضر پائے گا اور جو برا کام کیا امید کرے گا کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔“ (سورہ آل عمران)۔ بیشک میرا اللہ بندوں پر مہربان ہے۔ ہر نماز کے وقت اذان سے پہلے ہی دل ڈوبنا شروع ہو جاتا ہے ناچاہتے ہوئے کان “صلوٰۃ فی بیوتکم” کے الفاظ سننا چاہتے ہیں۔۔۔ دل نہیں مانتا لیکن ضمیر چاہتا ہے شاید خود کو جگانا۔ ان الفاظ کے ذریعے اس اضطرابی ضمیر کو جھنجھوڑتی کیفیت کا شکار کرنا، تحریک پیدا کرنا، غفلت سے جگانا خود آگاہی کے کرب سے آشنا کرنا۔ خاص کر سعودیہ میں رہتے ہوئے جب نماز کے سبب کاروبار زندگی کا معطل ہونا آپ کی مصروفیات کو بیچ وقت نماز کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ ایک بے ربط اور غیر متوازن شب و روز کرنا محسوس ہو رہے ہیں۔ لیکن میرا اللہ یہ بھی تو فرماتا ہے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران) رجوع کا طریقہ بھی بتا رہا ہے: رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور آہستہ۔۔۔ (سورہ الاعراف)، ”اے میرے اللہ ہمارے دل تیرے نہ کر اس کے بعد کے تو نے ہمیں ہدایت دی۔۔۔ اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بیشک تو بڑا دینے والا ہے۔“ (آل عمران)

اللہ فرما رہا ہے: اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو بتا دو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔۔۔ (سورہ البقرہ)۔ تو بس اللہ میاں ہماری پکار سن لے۔ ہمیں پلانے اپنی طرف، اپنے گھر کی طرف۔ مسجدوں کی رونقیں بحال کر دے میرے مولا۔۔۔ میرے گھر کے اس شور اور ہنگامے کو لوٹا دے جس سے کبھی میں پریشان ہو جاتی تھی لیکن اب میرے لیے بقاء روح ہے۔۔۔ میرے بچوں کو مسجد کی طرف اٹھتے ہر قدم کی نیکیوں سے محروم نہ کر۔۔۔ اے اللہ! تو رحیم ہے کریم ہے تو غفور ہے۔۔۔ تیری رحمت کا واسطہ ہمیں بار بار پلٹنے والا بنا، ہمارے گناہوں کو ڈھانپ لے۔ ہمیں اپنے اصل سے روشناس کروادے۔ خود سے تعلق کو اتنا مضبوط بنادے جو حقیقی نصب العین کو پانے کا ذریعہ بن جائے۔ ان شاء اللہ جلد “صلوٰۃ فی بیوتکم” کے بجائے “حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح” کی صدا مسجدوں سے بلند ہوگی اور

# بڑے بچوں کو نماز کا عادی کیسے بنایا جائے؟

دس سال کی عمر میں بچے کو بار بار نماز کی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔ اگر بچے کی صحیح تربیت کرنا مقصود ہو تو پھر والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کے لیے عملی نمونہ بنیں۔

اس مرحلے میں (دس سال کی عمر کے بعد) والدین اور ہر اُس شخص کے لیے جو اپنے بچوں کی تربیت چاہتا ہے، لازمی ہو جاتا ہے کہ وہ بچے کو وتر، سنن اور جماعت کے احکامات سکھائیں۔ جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت انس بن مالک کو صغیر سنی میں ہی نماز استخارہ کی تعلیم دی تھی۔ اسی طرح اس مرحلے میں بالخصوص فجر اور عشاء کی نمازوں کا اہتمام ضروری ہے۔ پھر یہ بھی خیال رہے کہ ہر طرح کے حالات میں بچوں کو فرائض پر ہیٹنگی اختیار کرنے کا عادی بنانا چاہیے، نہ کہ صرف امتحانات اور مشکل اوقات میں۔

## نماز کی ترغیب دلانے کے طریقے

ماں اور باپ دونوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بچے کی حس نماز کو بیدار رکھیں۔ مگر کس طرح؟

جب آپ کا بچہ عشاء سے قبل آپ سے سونے کی اجازت مانگے تو اسے پیار سے کہنا چاہیے کہ بیٹا عشاء کی نماز میں تھوڑا ہی وقت رہ گیا ہے، ہم اکٹھے نماز پڑھیں، پھر آپ سو جائیے گا۔ جب وہ آپ سے کسی محفل یا رشتہ داروں سے ملنے کے لیے جانے کا کہے اور نماز مغرب کا وقت قریب ہو تو پھر اسے سنا چاہیے کہ ہم پہلے نماز مغرب ادا کریں گے، پھر نکلیں گے۔ نماز کی حس بیدار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ سے بار بار نماز کا ذکر سنے، مثال کے طور پر آپ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں سے نماز عصر میں ملیں گے، یا یہ کہ فلاں نماز مغرب کے بعد ہم سے ملنے کے لیے آئیں گے۔

اسلام ورزش اور کھیل کی ترغیب دلاتا ہے کہ اس سے بدن توانا اور مضبوط ہوتا ہے۔ مومن قوی اچھا اور اللہ کو زیادہ محبوب ہوتا ہے، جس طرح حدیث مبارکہ میں ہے ”المومن لقوی خیر من المومن الضعیف“، لیکن اس حوالے سے آپ اپنے بچے کو تلقین کریں کہ وہ کھیل میں اتنا مشغول نہ ہو کہ نماز کی ادائیگی سے رہ جائے اس لیے کہ یہ فرض ہے۔ اگر دس سال کی عمر کے بعد وہ بیمار ہو جائے تو پھر اسے حسب استطاعت نماز کی ادائیگی کی ترغیب دلائیے، یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس کے لیے ترکِ صلوٰۃ کا کوئی عذر نہیں ہے، اگرچہ وہ بیمار ہی کیوں نہ ہو۔

جب کبھی آپ سفر پر جائیں تو اپنے بچے کو نماز قصر اور جمع بین الصلاتین کے بارے میں ضرور بتائیے۔ اسے رخصت نماز کی نعمت الہی کا احساس دلائیں اور یہ کہ اسلام رحمت بھرا دین ہے۔

## فرائض کی تعلیم کے بعد تدریجاً نوافل کی تعلیم دیجیے۔

اپنے بچے کو اس بات پر ابھاریے کہ وہ اپنے دوستوں کو نماز کی طرف بلائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس کے لیے ٹیلی فون پر بات کرے کہ نماز کے وقت ہم مسجد میں ملیں گے۔ اسی طرح اس کو یہ بتایا جائے کہ نماز میں سستی کرنے والے دوستوں کا مذاق اڑانے کے بجائے انہیں نماز کی طرف بلانا چاہیے۔ گھر والے کوشش کریں کہ ہر جمعہ کو اس کے سنن کی ادائیگی کے لیے اپنے گھر والوں کے ساتھ کچھ دیر بیٹھیں جیسے سورۃ کہف کی تلاوت، استغفار کی کثرت اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا۔ اس سے بچے اچھے ماحول میں پرورش پائیں گے اور پھر آپ کے ساتھ شریک بھی ہو جائیں گے۔

نماز عیدین اور نماز استسقاء وغیرہ میں کوشش کریں کہ بچے کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ اسی طرح نماز حاجت، استخارہ اور سجدہ شکر میں بھی اس کو اپنے ساتھ رکھیں۔ اس سے اُس کے دل میں نماز کی محبت راسخ ہو جائے گی۔

بچوں میں نماز کی اہمیت و محبت اجاگر کرنے کے لیے والدین کو ہر ممکن وسائل زیر استعمال لانے چاہئیں، مثلاً بچوں کے لیے ایسی کتابیں خریدیں جن میں بالتصویر وضو اور نماز کی کیفیت بیان کی گئی ہو۔ ایسی ویڈیو اور آڈیو کیسٹیں خریدیں جن میں وضو اور نماز کی تعلیم دی گئی ہو۔

جب بچہ کچھ ریاضی جان لے اور ضرب کا پہاڑ اڑھنے لگے تو اس سے نماز کے لیے فائدہ اٹھائیں، مثال کے طور پر اس سے سوال کریں کہ ایک آدمی دو رکعتیں پڑھے، پھر ظہر کی چار رکعتیں پڑھے تو اس نے کتنی رکعتیں ادا کیں؟

جب وہ ذرا بڑا ہو جائے تو اس طرح کی مثالیں دی جائیں کہ ایک آدمی کے گھر اور مسجد کے درمیان 500 میٹر کا فاصلہ ہے اور وہ ایک قدم میں 40 سینٹی میٹر کا فاصلہ طے کرتا ہے تو وہ مسجد کی طرف آنے جانے میں کتنے قدم اٹھائے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے میں اسے دس نیکیاں عطا کرے گا تو اسے کتنی نیکیاں حاصل ہوں گی؟

جس طرح ہم بچوں کے مستقبل کے بارے میں منصوبہ بندی کرتے ہیں اسی طرح بچوں کو نماز اور دیگر ارکان اسلام کا پابند بنانے کے لیے مل کر بیٹھیں اور غور و فکر کریں اور ایک دوسرے کو اپنے نئے طریقوں اور ترکیبوں سے آگاہ کریں تاکہ ہمارے بچے ہمارے لیے واقعی صدقہ جاریہ بن سکیں۔

سوال :

السلام علیکم۔

میرا مشاہدہ ہے کہ بچے جیسے جیسے بڑے ہوتے ہیں ان کے اعتماد یعنی **CONFIDENCE** میں کمی آجاتی ہے خاص طور پر جب وہ ٹین ایج میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں والدین بچوں کو پر اعتماد بنانے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

جواب :

والسلام علیکم۔

بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ بچوں میں مختلف قسم کی تبدیلیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ اور خصوصاً ٹین ایج وہ دور ہوتا ہے کہ جب ان کی سوچ تبدیل ہو رہی ہوتی ہے، معاشرے میں ہونے والے بہت سے ٹرینڈز سے وہ آگاہ ہو رہے ہوتے ہیں اور خود کو اور دنیا کو جاننے کی جستجو بڑھ رہی ہوتی ہے۔ ایسے میں ان کے اعتماد میں تبدیلی آنا عام بات ہے۔ بہت سے بچے اپنے ٹین ایج میں اس دور سے گزرتے ہیں جب ان کا سوشل سرکل بڑا ہو رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو دوسروں کی نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اسی لیے دوسرے لوگ بہت ہی بہتر اور اپنا آپ بہت ہی کم تر نظر آ رہا ہوتا ہے۔ بہت حد تک ممکن ہے کہ ایسے میں بچوں کا اعتماد متاثر ہو۔ لیکن یہ اس عمر کا ایک فطری مرحلہ ہے اور اکثر بچوں کا اعتماد وقت کے ساتھ ساتھ بحال ہوتا رہتا ہے۔ ایسے میں والدین کے لیے چند تجاویز درج ذیل ہیں۔

● بچوں کے ساتھ اپنے تعلق کو بہتر بنائیں، ان کی سنیں، انہیں اپنی رائے کا اظہار کرنے کا موقع دیں اور ان کے متعلق فیصلوں میں ان کی رائے لیں اور ان کو شامل رکھیں۔

● بچوں کو رہ نمائی کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے چاہے وہ اس کا اظہار کریں یا نہ کریں۔ ان کی تربیت کے لیے اہم ہے کہ آپ ان کی سنیں اور ان کو اظہار خیال کا موقع دیں، معاملات کو ڈسکس کرنے کی **SPACE** دیں تاکہ آپ بہتر طور پر ان کی تربیت کر سکیں۔

● ان سے بات چیت کریں، دن بھر کا حال جانیں، اسکول میں ان کی کیا روٹین ہے، دن بھر انھوں نے کیا کیا، ان کی کیا دلچسپیاں ہیں اور ان کو کیا ناپسند ہے۔ ویسے تو سب ہی والدین اپنے بچوں کے بارے میں اکثر باتیں جانتے ہی ہیں لیکن یہ بچوں کا والدین کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

● بچوں کی حوصلہ افزائی کرنے کو اپنا معمول بنالیں۔ اسکول کا کوئی کام ہو یا گھر میں کوئی کام کریں، کسی بھی کام کو لے کر آپ ان کی کوششوں کو تسلیم کریں گے تو ان کا اعتماد بحال ہوگا۔

● اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بچوں کی شکل صورت، قد، وزن اور عادات وغیرہ کو لے کر بڑے آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ اس قسم کی منفی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ اس طرح کی باتیں ان کے اعتماد کو سخت ٹھیس پہنچاتی ہیں۔

● موبائل اور ٹی وی کے استعمال کو کم سے کم تر رکھیں۔ جو کچھ بھی بچے اسکرین پر دیکھ رہے ہوں والدین اس سے آگاہ رہیں کیونکہ اکثر وہ اس طرح کا مواد دیکھ رہے ہوتے ہیں جو ان کے اپنے لیے ہی نقصان دہ ہوتا ہے۔

● کسی غلطی کے نتیجے میں بچوں کو ٹوکنے اور ڈانٹنے سے گریز کریں۔ اس کے برعکس ان سے گفتگو کریں، ان کا موقف جانیں اور اس پر بات کریں کہ غلطی کو کیسے درست کیا جاسکتا ہے اور آئندہ اس سے کیسے بچا جاسکتا ہے۔ اس عمر میں بچے اکثر بہت حساس ہوتے ہیں اور سخت رویے ان کے اعتماد کو متاثر کرتے ہیں۔

امید ہے کہ یہ تجاویز آپ کے اور باقی والدین کے لیے مددگار ہوں گی۔ جزاک اللہ

آمنہ کامران ڈپٹی منیجر مینٹورنگ اینڈ کاؤنسلنگ ڈپارٹمنٹ



کیا آپ اپنے بچے کی تربیت اور اس کے اخلاق و کردار کی درستی کے لیے فکر مند ہیں؟  
کیا آپ کسی مستند کاؤنسلر سے رہنمائی چاہتے ہیں؟  
کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ بہترین والدین بننے کا اعزاز حاصل کریں!!

## ہم لارے ہیں آپ کے لیے---

عثمان پبلک اسکول سسٹم کے تربیہ ای میگزین میں ایک ایسا مستقل سلسلہ

## ہم سے پوچھیے

جو آپ کے سوالات کے تسلی بخش جواب دے گا۔ آج ہی اپنے سوالات اس ای میل ایڈریس پر بھیجیے۔

JOIN OUR  
GUIDES

[mcd@usman.edu.pk](mailto:mcd@usman.edu.pk)

## Our very own Usmanians

You are invited to write your heart out in a special section of

## TARBIYAH E-MAGAZINE

Your writing may contain

Any unforgettable memory of your school..

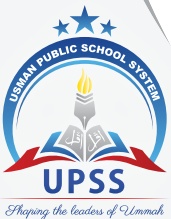
Any thing which you like the most about UPSS...

Any article with authentic knowledge Related to  
career opportunities, different professions and degrees,

Any word of advice for your juniors

Your achievement , Success stories

And much more...



DEPARTMENT OF  
MENTORING & COUNSELLING  
USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM



JOIN OUR  
GUIDES

E-MAIL YOUR WRITE UPS AT  
[mcd@usman.edu.pk](mailto:mcd@usman.edu.pk)